وحدت ادیان کا نظریہ

اور اس کا شرعی جائزہ

تحریر

مفتی عبید الرحمان صاحب

رئیس دار الافتاء والارشاد، مردان

مکتبہ دار التقویٰ، مردان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"وحدت ادیان" کا نظریہ اور اس کا شرعی جائزہ

اہمیت وباعث تحریر

یہ دور فتنوں کا دور ہے، جہاں مختلف سطحوں پر مختلف شکلوں میں تسلسل کے ساتھ فتنے جنم لیتے رہتے ہیں، ان فتنوں میں سے ایک خطرناک فتنہ "وحدت ادیان" ہے جو آج سے کئی دہائیاں پہلے شروع ہوا، اس کی وجہ سے امت کے بہت سے افراد کا دین وایمان لٹ گیا لیکن آج بھی مختلف جگہ اس کی صدائیں سننے میں آتی ہیں، اس لئے اس سے متعلق چند اہم پُر مغز باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

مفہوم وتعارف

"وحدت ادیان" کا مفہوم یہ ہے کہ حقانیت وصداقت کو صرف اسلام ہی کے ساتھ منحصر نہ سمجھا جائے بلکہ اس کے علاوہ ادیان ومذاہب مثلاً یہودیت ونصرانیت کو بھی حق وسچ خیال کیا جائے۔ اس کا منطقی نتیجہ یہی ہوگا کہ اخروی نجات صرف اسلام ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہوگی اور صرف مسلمان ہی جنت جانے کے مستحق نہیں قرار پائیں گے بلکہ یہودیت ونصرانیت بھی جنت جانے اور جنت پانے کے راستے شمار ہوں گے، نیز حقانیت یا نجات اخروی پانے کے لئے آپ ﷺ پر ایمان لانا ضروری نہیں رہے گا بلکہ اس کے بغیر بھی کوئی شخص حق ونجات کو پا سکتا ہے۔

وحدت ادیان سے متعلق اسلام کا نظریہ

دین اسلام اوراس کے تعلیمات وہدایات کے چار بڑے مصادر ہیں :

قرآن کریم، سنت رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ، اجماع امت، قیاس۔ ان میں سے بنیادی مصادر پہلے تین ہیں، چوتھے مصدر سے مستقل طور پر احکام ثابت نہیں ہوتے بلکہ پہلے تین مصادر کے ذریعے ثابت شدہ ظاہر ہوتے ہیں۔ یہاں اختصار کے ساتھ ان تین بنیادی مصادر سے زیر بحث مسئلہ کے متعلق اسلام کا نظریہ نقل کیا جاتاہے۔ نیز یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ ایسے دسیوں دلائل ہیں لیکن ان کا استیعاب مقصود نہیں ہے، یہاں صرف چند واضح دلائل ذکر کرنے پر اکتفاء کیا جاتاہے۔

قرآن کریم اور وحدت ادیان

پہلی آیت:

ارشاد خداوندی ہے:

{اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (٦) صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ (٧)} [الفاتحة: ٦، ٧]

ترجمہ: "ہمیں سیدھا راستہ دکھا ان لوگوں کا راستہ جن پر تونے انعام کیا نہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔

متعدد صحیح روایات میں "مغضوب علیہم" کی تفسیر یہود کے ساتھ اور "ضالین" کی تفسیر نصاری کے ساتھ فرمائی گئی ہے، جمہور مفسرین کا بھی یہی موقف

ہے اور خود سورۃ مائدہ کی بعض آیات سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جس کی کچھ وضاحت "تفسیر طبری" میں دیکھی جاسکتی ہے[1]۔

بہر حال، یہاں ان دو گروہوں کے علاوہ سیدھے راہ پر چلنے یعنی اسلام پر استقامت کے ساتھ رہنے کی دعاء سکھلائی گئی ہے، اور ان گروہوں کو گمراہ قرار دیا گیاہے، مذمت کے انداز میں ان کو ذکر فرمایا گیاہے۔

دوسری آیت:

ارشاد خداوندی ہے:

{إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللهِ الْإِسْلَامُ} [آل عمران: ١٩]

ترجمہ: "بیشک دین اللہ کے ہاں (اسلام) فرمابرداری ہی ہے"۔

عربی گرائمر کے لحاظ سے "الدین" اور "الاسلام" پر "الف لام" داخل کرنے کا مطلب یہی ہوا کہ خدا تعالیٰ کے یہاں صرف اسلام ہی قبول ہے، اس کے علاوہ کوئی دین قبول نہیں ہے، پھر اس بات پر لفظ "انّ" بھی داخل فرمایا گیا ہے جس سے اس بات میں مزید پختگی پیدا ہو جاتی ہے۔

تیسری آیت:

{وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ} [آل عمران: ٨٥]

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

تفسير الطبری ، تفسير سورة الفاتحة، ج١ص١٨٦ تا ص١٩٧-

ترجمہ: "اور جو کوئی اسلام کے سوا اور کوئی دین چاہے تو وہ اس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا"۔

عربی گرائمر کے لحاظ سے یہاں "مَن" کا لفظ عام ہے جس میں وہ تمام لوگ داخل ہو جاتے ہیں جو اس آیت کریمہ کے نازل ہو جانے کے بعد سے قیامت تک آتے رہیں گے، ور لفظ "لن" تاکید کے لئے ہے۔ یہ دوٹوک الفاظ میں صاف قانون کا اعلان فرمایا جارہا ہے کہ اسلام کا سورج طلوع ہونے کے بعد تا قیامت کوئی بھی شخص دین اسلام کے علاوہ کوئی دین اختیار کرے گا تو وہ اس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص قیامت کے دن ضرور خسارہ میں ہو گا، جہنم جائے گا۔

چوتھی آیت:

ارشاد خداوندی ہے:

{وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا وَلَوْ شَاءَ اللهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ إِلَى اللهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ (٤٨) وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللهُ إِلَيْكَ} [المائدة: ٤٨، ٤٩]

ترجمہ: "ہم نے تجھ پر سچی کتاب اتاری جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کے مضامین پر نگہبانی کرنے والی ہے سو تو ان میں اس کے موافق حکم

کر جو اللہ نے اتارا ہے اور جو حق تیرے پاس آیا ہے اس سے منہ موڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کر ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک شریعت اور واضح راہ مقرر کر دی ہے اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی امت کر دیتا لیکن وہ تمہیں اپنے دیے ہوئے حکموں میں آزمانا چاہتا ہے لہذا نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو تو سب کو اللہ کے پاس پہنچنا ہے پھر تمہیں جتائے گا جس میں تم اختلاف کرتے تھے اور فرمایا کہ تو ان میں اس کے موافق حکم کر جو اللہ نے اتارا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر اور ان سے بچتا رہ کہ تجھے کسی ایسے حکم سے بہکا نہ دیں جو اللہ نے تجھ پر اتارا ہے"۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ یہود کی باتوں کی وجہ سے قرآن کریم کا نازل کردہ کوئی حکم چھوڑنا کسی طرح درست نہیں ہے، ان کے درمیان کوئی فیصلہ کرنا ہو تو بھی قرآن کریم کی تعلیمات کے مطابق ہی کیا جائے، اس کے خلاف ان کے پاس جو کچھ ہے وہ ان کی خواہشات ہیں جو فتنہ کا موجب ہیں، یہ بھی واضح ہوا کہ اسلام اور یہودیت وغیرہ مختلف ادیان باعث فتنہ وامتحان ہے کہ کون حق اختیار کرتا ہے اور کون باطل کی راہ پر چل پڑتا ہے، اگر سب ادیان حقانیت اور نجات اخروی کے پانے میں برابر ہیں تو امتحان کس چیز رہا؟

پانچویں آیت:

ارشاد خداوندی ہے:

{ وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ فَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمِنْ هَؤُلَاءِ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الْكَافِرُونَ }

[العنکبوت: ٤٧]

ترجمہ: "اور اسی طرح ہم نے تیری طرف کتاب نازل کی ہے پھر جنہیں ہم نے کتاب دی تھی وہ تو اس پر ایمان لائے ہیں اور ان میں سے بھی کچھ لوگ اس پر ایمان لائے ہیں اور ہماری آیتوں کا کافر ہی انکار کیا کرتے ہیں"۔

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ جو شخص قرآنی آیات کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہی ہے، چاہے یہودی ایسا کرے، نصرانی کرے یا مسلمان ہونے کا دعویدار۔ قرآن کریم آپ ﷺ میں جابجا رسالت و نبوت کی تصدیق فرمائی گئی ہے، یہود و نصاری وغیرہ کی خوب خوب شناعت و مذمت کی گئی ہے، ان کے حق پر ہونے کی تردید اور باطل پر ہونے کی تاکید فرمائی گئی ہے جبکہ "وحدت ادیان" کا نظریہ و مفہوم اس کے برخلاف ہے۔

چھٹی آیت:

ارشاد خداوندی ہے:

{أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِنْهُ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ} [هود: ۱۷]

ترجمہ: "بھلا وہ شخص جو اپنے رب کے صاف راستہ پر ہو اور اس کے ساتھ اللہ کی طرف سے ایک گواہ بھی ہو اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب گواہ تھی جو امام اور رحمت تھی یہی لوگ قرآن کو مانتے ہیں اور جو کوئی سب فرقوں میں سے اس کا منکر ہو تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے سو تو قرآن کی طرف سے شبہ میں نہ رہ بیشک یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے"۔

یہاں "بہ "ضمیر کا مرجع قرآن کریم ہے، حاصل یہ ہوا کہ جو گروہ قرآن کریم کی تصدیق نہیں کرتا، وہ ضرور جہنم جانے کا مستحق ہے، یہاں بھی "مَن "کا لفظ عام ہے، جو قیامت تک آنے والے سب انسانوں کو شامل ہے، لہٰذا کوئی بھی شخص / گروہ قرآن کریم کی تعلیمات پر ایمان نہ لائے تو خواہ وہ اپنے گمان کے مطابق کتنا ہی مخلص یہودی یا سچا نصرانی کیوں نہ ہو، وہ ضرور جہنم جانے کا مستحق ہے۔

امام طبری رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

يقول تعالى ذكره: ومن يكفر بهذا القرآن، فيجحد أنه من عند الله (من الأحزاب) وهم المتحزّبة على مللهم (فالنار موعده) ، أنه يصير إليها في الآخرة بتكذيبه. يقول الله لنبيه محمد صلى الله عليه وسلم: (فلا تك في مرية منه) يقول: فلا تك في شك منه، من أن موعدَ من كفر بالقرآن من الأحزاب النارُ، وأن هذا القرآن الذي أنزلناه إليك من عند الله.[1]

ترجمہ:"اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی کہ:" جو کوئی بھی سب فرقوں میں اس قرآن کا منکر ہو"یعنی اس بات سے کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے" تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے "اور وہ اخرت میں وہاں اپنی تکذیب کی بنیاد پر جائے گا۔ باری تعالی اپنے پیارے نبی ﷺ کو فرماتے ہیں کہ:" ان کے بارے میں شک کا شکار مت ہو" کہ فرقوں میں سے جو بھی قرآن کا انکار کرے اس کا ٹھکانا جہنم ہے، کیونکہ یہ قرآن جو ہم نے آپ کی طرف نازل فرمائی ہے ہماری طرف سے نازل ہوئی ہے"۔

[1] جامع البيان ت شاكر، سورة هود، ج١٥ص٢٧٨.

حدیث اور وحدت ادیان

پہلی حدیث:

"مصنف عبد الرزاق" میں ہے:

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكِتَابٍ مِنْ قَصَصِ يُوسُفَ فِي كَتِفٍ فَجَعَلَتْ تَقْرَأُ عَلَيْهِ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَلَوَّنُ وَجْهُهُ، فَقَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَتَاكُمْ يُوسُفُ وَأَنَا فِيكُمْ [1] فَاتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِي لَضَلَلْتُمْ»

کے واقعات کی کوئی کتاب تھی اسی دوران وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور وہ کتاب آپ کو سنانا شروع کیا۔ جب کہ آپ ﷺ کا چہرہ انور غصہ سے بدلتا رہا اور آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میرے ہوئے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام بھی آپ کے پاس تشریف لائے اور آپ مجھے چھوڑ کر اس کی اتباع کرنے لگو تو گمراہ ہوں گے"۔

اس سے واضح ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد آپ ﷺ ہی کی اتباع کرنا اور آپ ﷺ ہی کے لائے ہوئے دین کو قبول کرنا فرض ہے، آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی ﷺ کی تعلیمات اگر یقینی طور پر ثابت بھی

---

[1] مصنف عبد الرزاق صنعاني ،كتاب اهل الكتاب،فصل مسئلة اهل الكتاب، ج:٦ص:١١٣.

ہو جائیں تو بھی ان کی پابندی کرنا یقینی گمراہی ہے، اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ دیگر انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی تعلیمات ناقص یا خدانخواستہ غلط تھیں بلکہ بنیادی وجہ یہ ہے کہ اسلام کے آتے ہی سابقہ تمام ادیان و مذاہب منسوخ ہو چکے ہیں۔

دوسری حدیث:

علامہ عبد الرزاق صنعانی رحمہ اللہ ہی نے اپنے سند کے ساتھ ایک دوسری روایت ذکر فرمائی ہے، فرماتے ہیں:

جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي مَرَرْتُ بِأَخٍ لِي مِنْ يَهُودَ فَكَتَبَ لِي جَوَامِعَ مِنَ التَّوْرَاةِ! قَالَ: أَفَلَا أَعْرِضُهَا عَلَيْكَ؟ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: مَسَخَ اللهُ عَقْلَكَ أَلَا تَرَى مَا بِوَجْهِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! فَقَالَ عُمَرُ: رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا! قَالَ: فَسُرِّيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ أَصْبَحَ فِيكُمْ مُوسَى فَاتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِي! لَضَلَلْتُمْ، إِنَّكُمْ حَظِّي مِنَ الْأُمَمِ، وَأَنَا حَظُّكُمْ مِنَ النَّبِيِّينَ[١]»

ترجمہ: "حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ہاں تشریف لا کر فرمانے لگے یا رسول اللہ ﷺ! میرا گزر ایک یہودی بھائی پر ہوا تو انہوں نے میرے لیے تورات سے اہم اہم باتیں لکھ دی، کیا میں اسے آپ پر پیش کروں؟ یہ سن کر نبی کریم ﷺ

---

[١] مصنف عبد الرزاق صنعاني ،كتاب اهل الكتابيين،باب هل يسئل اهل الكتاب عن شيئ، ج: ١٠ص:٣١٢.

کا چہرہ انور بدلنا شروع ہوا، حضرت عبد اللہ بن مسعود فرمانے لگے کہ خدا آپ کے عقل کو ٹھکانے لگائے کیا آپ نبی کریم ﷺ کے چہرہ انور پر ناگواری کے اثرات محسوس نہیں کرتے ؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فوراً فرمایا: کہ میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، اور حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوں۔ راوی فرماتے ہیں کہ : آپ ﷺ سے غصے والی کیفیت ختم ہوئی اور فرمایا کہ :اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی آپ کے ہاں تشریف لائے اور تم ان کی اتباع کر کے مجھے چھوڑنے لگے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ بے شک تم امتوں میں میرا حصہ ہو اور میں انبیاء میں سے تمہارا حصہ ہوں"۔

تیسری حدیث:

"صحیح بخاری" میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللهَ[1]

ترجمہ: "جس نے میری بات مان لی انہوں نے خدا کی بات مان لی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی"۔

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور نافرمانی کو آپ ﷺ کی تابعداری اور نافرمانی کے ساتھ جوڑا گیا ہے، جو آپ ﷺ کی تابعداری کرتا ہے وہ خدا کا فرمانبردار ہے اور جو آپ ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا نافرمان ہے، "مَن" کا لفظ بھی عام ہے جو پوری انسانیت کو شامل ہے، لہٰذا کوئی یہودی ہو یا ہندو یا

[1] صيحيح البحاري، كتاب الجهاد، باب يقاتل من وراءالامام ويتقي به ج:٩ص:٦١.)

کسی بھی دین ومذہب کا ماننے والا، وہ جب تک آپ ﷺ کی تعلیمات کو دل وجان سے قبول نہیں کرتا، تب تک وہ خدا تعالیٰ کا نافرمان ہی شمار ہوگا۔

چوتھی روایت:

" صحیح بخاری "میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى»، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ: «مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى»[۵]

ترجمہ:"میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس شخص کے جو انکار کرے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! انکار کرنے والا کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت کو داخل ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے وہ انکار کرنے والا ہے"۔

یہ روایت بھی اس بات میں واضح ہے کہ جو شخص آپ ﷺ کی اطاعت نہیں کرتا، وہ جنت نہیں جائے گا، یہاں لفظ "امتی" سے اگر امت دعوت مراد ہے پھر تو بات واضح ہے اور پوری انسانیت اس میں داخل ہے اور اگر امت اجابت مراد ہے تو بھی دوسرے جملے میں پورے عموم کے ساتھ بات ارشاد فرمائی گئی ہے کہ جو بھی شخص آپ ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے وہ جنت جانے سے محروم ہوگا۔

---

۵ صحيح البحاري ،كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة،باب الاقتداءبسنن رسول الله صلي الله عليه وسلم،ج:۹ص:۹۲.

پانچویں روایت:

"صحیح بخاری" میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث ہے جس میں اس بات کا ذکر ہے کہ نیند کی حالت میں آپ ﷺ کے پاس دو فرشتے تشریف لائے اور کچھ باتیں کیں، فرشتوں نے آپ ﷺ کی حیثیت سے متعلق کہا:

مَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا وَجَعَلَ فِيهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا، فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ المَأْدُبَةِ، وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ المَأْدُبَةِ،[1]

ترجمہ: "آپ ﷺ کی مثال اس شخص کی ہے جو گھر بنا کر اس میں دعوت کا اہتمام کرے اور کسی بلانے والے کو بھیجے، چنانچہ جو بلانے والے کی بات مانے وہ گھر کو داخل ہو کر دعوت کا کھانا کھایا اور جس نے بلانے والے کی بات نہ مانی نہ وہ گھر کو داخل ہوا نہ دعوت کا کھانا کھایا"۔

پھر آپس میں گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے خود ہی اس مثال کی تشریح کی کہ:

فَالدَّارُ الجَنَّةُ، وَالدَّاعِي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ، وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَصَى اللهَ، وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ "

---

[1] صحيح البحاري كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة ،باب الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم ،ج:٩ص:٩٣.

ترجمہ: "وہی گھر جنت ہی ہے، بلانے والے حضرت محمد ﷺ ہے، جس نے آپ کی اطاعت کی در حقیقت اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے آپ ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالی کی نافرمانی کی، آپ ﷺ ہی لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں"۔

یہ روایت اپنے مفہوم ومدّعی میں بالکل واضح ہے کہ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کا لایا ہوا دین ہی معیار حق وصداقت ہے، جو شخص اس کو اپناتا ہے وہ خدا کا فرمانبردار اور جنتی ہوگا اور جو اس سے اعراض کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا نافرمان اور جہنم کا مستحق شمار ہوگا۔ یاد رہے کہ ایک تو فرشتے خود معصوم ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم ہی سے ایسا کچھ کہہ یا کرسکتے ہیں اور ساتھ آپ ﷺ نے بھی نہ صرف خاموشی اور "تقریر" فرمائی بلکہ حضرات صحابہ کرام کے سامنے اس کو نقل بھی فرمایا جو اصطلاحی طور پر "سنت تقریریہ" بن جاتی ہے۔

اجماع امت اور وحدت ادیان

امت مسلمہ کا شروع ہی سے اس بات پر اتفاق چلا آرہا ہے کہ دین اسلام ہی برحق ہے، اس سے متصادم جتنے ادیان ہیں، وہ سب گمراہی اور باعث جہنم ہیں، اس میں کسی اہل علم کا اختلاف نہیں رہا، یہ بات اس قدر بدیہی اور واضح ہیں جس کی صراحت کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی گئی، اس لئے "اجماعیات" سے متعلق کتابوں میں بھی عام طور پر اس کا ذکر نہیں ملتا۔ تاہم درج ذیل نکات پر غور کرنا کافی معلوم ہوتا ہے:

ا:حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قیادت وخلافت میں اس بات پر اجماع منعقد ہو چکا تھا کہ جو شخص نماز اور زکوۃ میں فرق کرے گا، وہ مسلمان نہیں ہے، اس کے خلاف قتال کیا جائے گا۔ حالانکہ غور کیا جائے تو نماز اور زکوۃ سے زیادہ واضح، اہم اور بنیادی حکم رسالت ونبوت کی تصدیق وایمان کا ہے تو اس میں تردد کرنا یا اس کے خلاف موقف اپنانا کیونکر کفر اور موجب قتال نہ ہو گا۔

۲:ان دو باتوں سے متعلق بھی امت میں کبھی دو رائے نہیں رہی کہ:

الف:اسلام ہی دین حق اور باعث نجات ہے۔

ب:اسلام کے معتبر ہونے اور مسلمان ہونے کے لئے آپ ﷺ کے لائے ہوئے تعلیمات کی تصدیق ویقین ضروری ہے، اس بات کی تصدیق کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔

"وحدت ادیان" کا بنیادی فلسفہ ہی ان دونوں باتوں سے متصادم ہے۔

۳:علامہ ابن حزم ظاہری مرحوم اجماعی مسائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَاتَّفَقُوا أَنه مذ مَاتَ النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فقد انْقَطع الْوَحْي وكمل الدّين وَاسْتقر وَأَنه لَا يحل لأحد أَن يزِيد شَيْئا من رايه بِغَيْر اسْتِدْلَال مِنْهُ وَلَا أَن ينقص مِنْهُ شَيْئا وَلَا أَن يُبدل شَيْئا مَكَان شَيْء وَلَا أَن يحدث شَرِيعَة وَأَن من فعل ذَلِك كَافِر [1]

---

[1] مراتب الاجماع ،کتاب الزکاۃ،ج:۱ص:۱۷٤.

ترجمہ: "تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کے رحلت فرمانے کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہوا، دین مکمل ہو کر ایک جگہ ٹھہر گیا۔ کسی کو شرعی دلیل سے استدلال کیے بغیر اس میں اپنی رائے سے اضافہ کرنا یا کمی کرنا جائز نہیں، نہ اس کی کسی حکم کو بدلنا جائز ہے، نہ کسی کو نئی شریعت ایجاد کرنے کا حق حاصل ہے، جو بھی اس کا ارتکاب کرے گا وہ کافر ہو گا"۔

فلسفہ وحدت ادیان کے اسباب کفر

وحدت ادیان کے اس نظریے کی حیثیت ایک ایسے بڑے بدعت کی ہے جس کے تئیں طرح طرح کی گمراہیاں اور بدعات مضمر ہیں، جو اپنے دامن میں اسلام دشمنی کی متنوع صورتیں رکھتا ہے، اور گمراہیاں تو ایک طرف، اس فلسفہ میں کئی گھاٹیاں ایسی ہیں جو باعث کفر ہیں، ان میں سے چند اہم نکات درج ذیل ہیں:

الف: دین اسلام کے علاوہ یہودیت وغیرہ ادیان کو حق سمجھنا۔

ب: آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لانے کو ضروری خیال نہ کرنا۔

ج: یہودیت، نصرانیت جیسے صریح کفر کو بھی جہنم جانے کا باعث نہ سمجھنا۔

د: "وحدت ادیان" کا فلسفہ درست تسلیم کر لیا جائے تو قرآن وحدیث کے متعدد نصوص بلکہ متعدد ابواب کے بیسیوں نصوص اور اجماعی مسائل کا (حالاً یا مآلاً) انکار کرنا پڑتا ہے، مثال کے طور پر:

۱: کفار کو دعوت دینے کے نصوص۔ دعوت تو باطل سے حق کی جانب دی جاتی ہے جب سب ادیان کو حق تسلیم کر لیا جائے تو دعوت دینے کی کیا بنیاد رہ جاتی ہے؟

۲: کفار کے ساتھ جہاد و قتال کے نصوص۔

۳: کافروں کے ساتھ محبت نہ رکھنے، دوستی اختیار نہ کرنے بلکہ کفر و کفار سے بے زاری، عداوت و بغض رکھنے کے نصوص۔

۴: دوستی اور محبت کا اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ منحصر رکھنے کے نصوص۔

۵: آپ ﷺ کی بعثت و نبوت کے تمام انسانیت کے لئے عام ہونے کے نصوص۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

ناکارہ عبید الرحمن، دار الافتاء والارشاد، مردان۔

لیلۃ الجمعۃ بعد المغرب، ۹ ذی القعدۃ ۴۵ھ